بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم

اے.آر.سی ریسرچ پیپر نمبر-2

ذکر جہری کا ثبوت قرآن واحادیث کی رروشنی میں

تاریخ:۱۱ جمادی الاولیٰ ،۱۴۴۱ھ-۷ جنوری ۲۰۲۰ء

مفتی رضاء الحق اشرفی مصباحی

ARC Research Paper No.2

(7th January 2020)

Zikr E Jahri Ka Suboot Quran Aur Hadith Ki Roshni Mein

Mufti Raza Ul Haq Ashrafi

ناشر

Ahle Sunnat Research Centre

اہل سنت ریسرچ سینٹر

Affiliated with:
AS SYED MAHMOOD ASHRAF
DARUL TEHQEEQ WA AL TASNEEF

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذکر جہری (بلند آواز سے ذکر کرنے) کا ثبوت

ریسرچ پیپر نمبر (۲)

Research Paper Number (2)

تنبیہ:

یہ بات یاد رہے کہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرنے سے منع وارد نہیں ہے، بلکہ بعض احادیثِ صحیحہ سے صراحت کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنے کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ بہت چیخ چیخ کر ذکر کرنا جس سے اپنے آپ کو تکلیف ہو یا سوتے ہوئے افراد کو اذیت پہنچے شریعت میں ناپسندیدہ عمل ہے۔ معتدل اور درمیانی آواز میں ذکر کرنا افضل ہے۔ اسلام تمام امور میں اعتدال کو پسند کرتا ہے۔ بعض احادیث میں ذکر بالجہر سے جو منع کیا گیا ہے وہ اسی قسم کے ذکر کے ساتھ خاص ہے۔ لہٰذا ان احادیث سے مطلقاً ذکر جہری کی ممانعت ثابت کرنا درست نہیں۔

پہلے ہم چند قرآنی آیات کو ذکر کریں گے جو مطلقاً ذکر (ذکر جہری وسری) کی ترغیب دیتی ہیں۔ پھر احادیثِ نبویہ اور اقوالِ ائمہ کو ذکر کریں گے اس کے بعد معترضین کے اعتراضات کے جوابات پیش کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قرآنی آیات:

آیت: ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ. [الاعراف:۵۵]

ترجمہ: اپنے پروردگار کو گڑگڑا کر اور آہستہ یاد کرو۔ بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت میں آواز سے اور آہستہ دونوں طرح اللہ کو یاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ تضرع کے معنیٰ گڑگڑانا۔ آیت میں دو کلمے تضرع اور خفیہ دو معنوں میں ہیں۔ تضرع کا معنیٰ گڑگڑا کر رو رو کر اللہ کو یاد کرنا، یہ آواز کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں تضرع "تَحَوُّبْ فِي الدُّعَاءِ" کا ہم معنیٰ ہوگا۔ تاج العروس میں ہے: وَتَحَوَّبَ فِي دُعَائِهِ: تَضَرَّعَ، والتَّحَوُّبُ ايضاً: البُكَاءُ فِي جَزَعٍ وصِيَاحٍ ۔ تَحَوُّبْ اور تَضَرُّعْ کا معنیٰ رو رو کر گڑگڑا کر اللہ کو پکارنا۔ اس آیت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ بلند آواز اور آہستہ دونوں طریقوں سے اللہ کو یاد کرنا جائز ہے۔ ہاں دعا میں زیادتی یعنی دکھاوا کرنے والوں اور ریا کے طور پر چیخنے والوں کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔

آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً" [الاحزاب:۴۱-۴۲]

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا خوب خوب ذکر کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ آیت مطلق ہے اور مطلق اپنے اطلاق پہ جاری ہوتا ہے اِلَّا یہ کہ اس کی تقیید کی کوئی معتبر دلیل ہو۔ یہ مطلق حکم، ذکر جہری اور ذکر سری دونوں فردِ ذکر کو شامل ہے۔ اِس سے وہی صورتیں مستثنیٰ ہیں جن کے استثنا پر دلیل موجود ہے۔ جہاں ذکر سری کا حکم ہے وہاں آہستہ ذکر ہوگا اور جہاں بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم ہے وہاں بلند آواز سے ہوگا۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات میں حسبِ اختلافِ احوال واشخاص ذکرِ جہری وذکر سری کی اجازت ہے۔ اگر کسی خاص مقام یا خاص فرد کے لیے ذکر جہری کو کوئی شخص ناجائز کہتا ہے تو اسے دلیل سے اس کا ناجائز ہونا ثابت کرنا ہوگا۔ اسی طرح آیت میں اللہ کی تسبیح بیان کرنے کا حکم ہے۔ یہ حکم بھی مطلق ہے۔ اللہ کی تسبیح بیان کرنا مثلاً "سبحان اللہ" کہنا، آہستہ بھی

جائز ہے، آواز سے بھی جائز ہے۔

ذکر کا حکم بھی مطلق ہے اور تسبیح کا حکم بھی مطلق ہے۔ دونوں حکم مطلق ہیں تو تسبیح بلند آواز سے پڑھنا جائز اور ذکر اللہ مثلاً ''اللہ'' یا ''لا الہ الا اللہ'' وغیرہ کلمات کے ذریعہ بلند آواز سے ذکر کرنا ناجائز کیوں؟ جب کہ تسبیح بھی ذکر ہے۔ اگر معترض ''لا الہ الا اللہ'' یا ''اللہ'' وغیرہ کلمات سے اللہ کے ذکر بالجہر کو ناجائز کہتا ہے تو اسے چاہیے کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہنے کو بھی ناجائز و بدعت کہے۔ کیوں کہ یہ بھی ذکر ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر کے تحت علامہ ابن کثیر نے یہ تحریر فرمایا ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: (اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا): إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَفْرِضْ (عَلَى عِبَادِهِ فَرِيضَةً إِلَّا (جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُومًا، ثُمَّ عَذَرَ اَهْلَهَا فِي حَالِ عُذْرٍ، غَيْرَ الذِّكْرِ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ حَدًّا يَنْتَهِي إِلَيْهِ، وَلَمْ يَعْذِرْ اَحَدًا فِي تَرْكِهِ، إِلَّا مَغْلُوبًا عَلَى تَرْكِهِ، فَقَالَ: (فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ)، (النِّسَاءِ، بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، (فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ) (فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ، وَالْغِنَى وَالْفَقْرِ، وَالصِّحَّةِ وَالسَّقَمِ، وَالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ، وَعَلَى كُلِّ حَالٍ.

ترجمہ:

اس آیت کے تعلق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی فرض اپنے بندوں پہ متعین فرمایا ہے اس کی ایک حد مقرر کی ہے۔ حالتِ عذر میں اللہ نے بندے کو اس فرض سے معذور رکھا ہے، سوائے ذکر کے کہ اللہ نے اس کے لیے کوئی حد نہیں رکھی اور ذکر چھوڑنے پر کسی کو معذور قرار نہیں دیا ہے۔ اس کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ بندے کی عقل جاتی رہے اور ذکر نہ کر سکے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''تم اللہ کا ذکر کرو کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور لیٹ کر، رات میں، دن میں، زمین پہ، سمندر میں، سفر میں، حضر میں مال داری میں محتاجی میں، صحت میں، بیماری میں، آہستہ، آواز سے ہر حال میں۔

''اُذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا'' کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے مقاتل نے کہا:

عَن مقاتل فِي قَوْله (اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا) قَالَ: بِاللِّسَانِ بالتَّسْبِيحِ وَالتَّكْبِير وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّحمِيْدِ وَاذْكُرُوْهُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

[الدرالمنثور: ۶/۶۱۹، الاحزاب: ۴۱]

ترجمہ: اللہ کا ذکر کثرت سے کرو یعنی ہر حال میں زبان سے ''سبحان اللہ، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور الحمد للہ'' کہتے رہو۔

آیت: ''فَاذْكُرُوْنِي اَذْكُرْكُمْ'' [البقرۃ: ۱۵۲] اللہ فرماتا ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔ یہاں بھی ذکر مطلق ہے۔ چاہے آہستہ ہو یا آواز سے۔ دل سے ہو یا زبان سے بھی۔ تنہائی میں ہو یا مجلس میں! اگر کوئی کہتا ہے کہ اس سے ذکر جہری مستثنیٰ ہے، یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا منع ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس بات پر دلیل لائے۔

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر جہری کے ثبوت پہ متعدد احادیث و آثار نقل کیے ہیں۔ ان میں سے کچھ کو ہم احادیث کے باب میں ذکر کریں گے۔ یہاں پر ایک روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی نقل کی جاتی ہے۔

عَنْ سَلْمَانَ، قَالَ: ''إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَيَحْمَدُهُ فِي الرَّخَاءِ فَاَصَابَهُ ضُرٌّ فَدَعَا اللَّهَ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: صَوْتٌ مَعْرُوفٌ مِنِ امْرِءٍ ضَعِيفٍ فَيَشْفَعُونَ لَهُ، وَإِنْ كَانَ الْعَبْدُ لَا يَذْكُرُ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَلَا يَحْمَدُهُ فِي الرَّخَاءِ فَاَصَابَهُ ضُرٌّ فَدَعَا اللَّهَ، قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ: صَوْتٌ مُنْكَرٌ فَلَمْ يَشْفَعُوا لَهُ. [مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۱۲۱، حدیث: ۳۴۶۶۴]

ترجمہ :

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بندہ خوش حالی میں اللہ کو یاد کرتا اور اس کا شکر ادا کرتا ہے تو جب اسے پریشانی لاحق ہوتی ہے اور اس وقت اللہ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: یہ ایک کمزور بندے کی جانی پہچانی آواز ہے، پھر فرشتے اس کے لیے اللہ سے سفارش کرتے ہیں اور اگر

بندہ خوش حالی میں اللہ کو یاد نہیں کرتا اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا تو جب اسے پریشانی لاحق ہوتی ہے اور وہ اللہ کو پکارتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: یہ اجنبی آواز ہے۔ پھر اس کے لیے سفارش نہیں کرتے۔

ذکر جہری کا ثبوت احادیث کریمہ سے:

پہلی حدیث:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم: ”یَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَی: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی بِی، وَاَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِی، فَإِنْ ذَكَرَنِی فِی نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِی نَفْسِی، وَإِنْ ذَكَرَنِی فِی مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِی مَلَإٍ خَیْرٍ مِنْهُمْ، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَیْهِ ذِرَاعًا، وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَیْهِ بَاعًا، وَإِنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُهُ هَرْوَلَةً“.

[صحیح البخاری: ۹/۱۲۱، حدیث: ۷۴۰۵]

ترجمہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندہ میرے بارے میں جیسا گمان رکھتا ہے میں اس کے ساتھ ویسا ہوتا ہوں۔ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں خود اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر کسی جماعت میں کرتا ہے تو اس کا ذکر اس کی جماعت سے بہتر جماعت (جماعت ملائکہ) میں کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں اور اگر مجھ سے ایک گز قریب ہوتا ہے تو میں اس سے پورا ایک ہاتھ قریب ہوتا ہوں۔ اگر میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں تیزی سے اس کے قریب ہوتا ہوں۔ (یہ سب استعارات ہیں۔ کیوں کہ اللہ کے لیے ایک گز، ایک ہاتھ قریب ہونے، تیزی سے دوڑنے وغیرہ کے حقیقی معانی مراد لینا محال ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو اللہ اسے اس سے زیادہ یاد فرماتا ہے اور جو بندہ اللہ کی عبادت کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرتا ہے اللہ اسے اس کے حق سے زیادہ اپنے قرب سے نوازتا ہے)

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اللہ کا ذکر بلند آواز سے کرنا جائز ہے کیوں کہ جماعت میں اللہ کا ذکر آواز سے ہوتا ہے۔

اس حدیث کی شرح میں امام قسطلانی لکھتے ہیں:

(فَإِنْ ذَكَرَنِی) بِالتَّنْزِیْهِ وَالتَّقْدِیْسِ سِرًّا (فِی نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ) بِالثَّوَابِ وَالرَّحْمَةِ سِرًّا (فِی نَفْسِی وَإِنْ ذَكَرَنِی فِی مَلَإٍ) بِفَتْحِ الْمِیْمِ وَاللَّامِ مَهْمُوْزٌ فِی جَمَاعَةٍ جَهْرًا (ذَكَرْتُهُ) بِالثَّوَابِ (فِی مَلَأٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ) وَهُمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰی. [ارشاد الساری: ۱۰/۳۸۲، حدیث: ۷۴۰۶]

ترجمہ:

بندہ اگر مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے یعنی آہستہ تسبیح وتنزیہ بیان کرتا ہے تو میں اس کے ثواب و رحمت سے آخرت کے لیے چھپائے رکھتا ہوں اور اگر میرا ذکر جماعت میں بلند آواز سے کرتا ہے تو اس کے ذکر کے ثواب کا چرچا اس سے بہتر جماعت، جماعت ملائکہ میں کرتا ہوں۔

نورالدین سندی متوفی ھ نے یہ لکھا ہے:

یُحْتَمَلُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الْجَهْرُ وَبِالْاَوَّلِ السِّرُّ وَیُحْتَمَلُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْاَوَّلِ الذِّكْرُ حَالَ الْوَحْدَةِ وَهَاهُنَا الذِّكْرُ مَعَ الْكَثْرَةِ الشَّاغِلَةِ عَنْهُ. [حاشیۃ السندی علی سنن ابن ماجہ: ۲/۴۲۷، حدیث: ۳۸۲۲]

ہوسکتا ہے کہ ذکر فی المجلس سے مراد ذکر جہری اور ذکر فی النفس سے مراد ذکر سری ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ذکر فی النفس سے مراد تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنا ہو اور ذکر فی المجلس سے مراد لوگوں کی کثرت جو ذکر سے غافل کرنے والی ہے، کے باوجود مجلس میں اللہ کا ذکر کرنا ہو۔

فیصل بن عبدالعزیز نجدی نے یہ لکھا ہے:

اَلْحَدِیْثُ دَلِیْلٌ عَلٰی فَضْلِ الذِّکْرِ سِرًّاوَعَلَانِیَۃً. [تطریز ریاض الصالحین:۱/۸۴۷،حدیث:۱۴۳۵]

حدیث مذکور دلیل ہے ذکر سری اور ذکر جہری کی فضیلت پر۔

دوسری حدیث:

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ:’’إِنَّ لِلّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مَلَائِکَۃً سَیَّارَۃً، فُضْلًا یَتَتَبَّعُونَ مَجَالِسَ الذِّکْرِ، فَإِذَا وَجَدُوا مَجْلِسًا فِیہِ ذِکْرٌ قَعَدُوا مَعَھُمْ، وَحَفَّ بَعْضُھُمْ بَعْضًا بِاَجْنِحَتِھِمْ، حَتّٰی یَمْلَئُوا مَا بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ السَّمَاءِ الدُّنْیَا، فَإِذَا تَفَرَّقُوا عَرَجُوا وَصَعِدُوا إِلَی السَّمَاءِ، قَالَ:فَیَسْاَلُھُمُ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ، وَھُوَ اَعْلَمُ بِہِ:مِنْ اَیْنَ جِئْتُمْ؟ فَیَقُولُونَ:جِئْنَا مِنْ عِنْدِ عِبَادٍ لَکَ فِی الْاَرْضِ، یُسَبِّحُونَکَ وَیُکَبِّرُونَکَ وَیُھَلِّلُونَکَ وَیَحْمَدُونَکَ وَیَسْاَلُونَکَ، قَالَ:وَمَاذَا یَسْاَلُونِی؟ قَالُوا:یَسْاَلُونَکَ جَنَّتَکَ، قَالَ:وَھَلْ رَاَوْا جَنَّتِی؟ قَالُوا:لَا،اَیْ رَبِّ قَالَ:فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْاجَنَّتِی؟ قَالُوا:وَیَسْتَجِیرُونَکَ، قَالَ:وَمِمَّ یَسْتَجِیرُونَنِی؟ قَالُوا:مِنْ نَارِکَ یَا رَبِّ، قَالَ:وَھَلْ رَاَوْا نَارِی؟ قَالُوا:لَا، قَالَ:فَکَیْفَ لَوْ رَاَوْا نَارِی؟ قَالُوا:وَیَسْتَغْفِرُونَکَ، قَالَ:فَیَقُولُ:قَدْ غَفَرْتُ لَھُمْ فَاَعْطَیْتُھُمْ مَا سَاَلُوا، وَاَجَرْتُھُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوا، قَالَ:فَیَقُولُونَ:رَبِّ فِیھِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَھُمْ، قَالَ:فَیَقُولُ:وَلَہُ غَفَرْتُ ھُمُ الْقَوْمُ لَا یَشْقَی بِھِمْ جَلِیسُھُمْ. [صحیح مسلم:۴/۲۰۶۹،حدیث:۲۶۸۹]

ترجمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے۔فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ خاص فرشتے ہیں جو زمین میں گھوم گھوم کر ذکر کی مجلسوں کو تلاش کرتے ہیں۔ جب کوئی ذکر کی مجلس پاتے ہیں تو ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے اور آسمان کے درمیان کا خلا پُر ہوجاتا ہے۔جب لوگ مجلس ذکر سے واپس ہوتے ہیں تو فرشتے آسمان میں چڑھتے ہیں۔اللہ عزوجل ان سے پوچھتا ہے، حالاں کہ وہ انہیں جانتا ہے، تم کہاں سے آئے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہم تیرے ایسے بندوں کے پاس سے آئے جو زمین پہ تیری پاکی اور بڑائی بیان کر رہے تھے۔لاالہ الا اللہ اور الحمدللہ پڑھ رہے تھے اور تجھ سے مانگ رہے تھے۔اللہ پوچھتا ہے: مجھ سے کیا مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔اللہ پوچھتا ہے: کیا انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتا ہے: اگر جنت دیکھ لیں گے تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ وہ بندے تیری پناہ مانگ رہے تھے۔اللہ پوچھتا ہے: کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ فرشتے کہتے ہیں: تیری جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔اللہ فرماتا ہے: کیا انہوں نے میری جہنم کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں، نہیں اے پروردگار! اللہ فرماتا ہے: ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری جہنم کو دیکھ لیں۔فرشتے کہتے ہیں: وہ تجھ سے مغفرت چاہ رہے تھے۔اللہ فرماتا ہے: میں نے انہیں بخش دیا اور جو کچھ مانگا عطا کر دیا اور جس چیز سے پناہ چاہی پناہ دے دی۔فرشتے کہتے ہیں: اے پروردگا! ان بندوں میں ایک گناہ گار بندہ ایسا بھی تھا جو مجلسِ ذکر سے گزر رہا تھا تو وہ بھی مجلس میں بیٹھ گیا۔اللہ فرماتا ہے کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا۔ذکر کرنے والے بندے ایسے ہیں کہ ان کا ہم نشین محروم نہیں رہتا۔

اس حدیث میں مجالسِ ذکر کی فضیلت کا بیان ہے اور حدیث میں ذکر فی المجلس کو ذکر فی النفس کے مقابلہ میں لایا گیا ہے۔ذکر فی النفس ذکر سری ہے تو اس کا مقابل ذکر فی المجلس، ذکر جہری ہوگا۔لہٰذا اس حدیث سے بھی ذکر جہری کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔

تیسری حدیث:

عَنِ الْاَغَرِّ اَبِی مُسْلِمٍ، اَنَّہُ قَالَ:اَشْھَدُ عَلٰی اَبِی ھُرَیْرَۃَ وَاَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّھُمَا شَھِدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہُ

قَالَ: لَا يَقْعُدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ. [صحیح مسلم: ۲۰۷۴/۴، حدیث: ۲۷۰۰]

ترجمہ:

اغرابومسلم سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ میں ابو ہریرہ اور ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہما) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ دونوں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھے۔ آپ نے فرمایا: کوئی جماعت بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو فرشتے اس کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت اسے اپنے آغوش میں لے لیتی ہے اور اس پر سکینہ نازل ہوتا ہے اور اللہ ان بندوں کا ذکر اپنی بارگاہ کے فرشتوں کے سامنے کرتا ہے۔

اس حدیث میں یہ فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ مجلس میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر اپنے فرشتوں کی مجلس میں فرماتا ہے۔ یہ حدیث پہلی حدیث کی ہم معنیٰ ہے، تو جس طرح پہلی حدیث سے ذکر جہری کا ثبوت فراہم ہوتا ہے اسی طرح اِس حدیث سے بھی ذکر جہری کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیوں ذکر فی المجلس کو ذکر فی النفس کے مقابلہ میں لایا گیا ہے اور ذکر فی النفس ذکر سری ہے تو ذکر فی المجلس سے مراد ذکر جہری ہے۔

چوتھی حدیث:

عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ، قَالَ: خَرَجَ مُعَاوِیَةُ، إِلَی الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَا یُجْلِسُکُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ. قَالَ: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ إِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوا: وَاللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاکَ. قَالَ: اَمَا إِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُھْمَةً لَکُمْ، وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِی مِنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ حَدِیثًا عَنْہُ مِنِّی، إِنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِنْ اَصْحَابِہِ فَقَالَ: مَا یُجْلِسُکُمْ؟ قَالُوا: جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰہَ وَنَحْمَدُہُ لِمَا ھَدَانَا لِلإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِہِ، فَقَالَ: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَکُمْ إِلَّا ذَاکَ؟ قَالُوا: آللّٰہِ مَا اَجْلَسَنَا إِلَّا ذَاکَ. قَالَ: اَمَا إِنِّی لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ لِتُھْمَةٍ لَکُمْ، إِنَّہُ اَتَانِی جِبْرِیلُ وَاَخْبَرَنِی اَنَّ اللّٰہَ یُبَاھِی بِکُمُ الْمَلَائِکَةَ.

[سنن الترمذی: ۳۲۲/۵، حدیث: ۳۳۷۹]

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد کی طرف نکلے۔ لوگوں سے پوچھا کہ تم مسجد میں کیوں بیٹھے ہوئے تھے؟ لوگوں نے کہا کہ ہم مجلس میں اللہ کا ذکر کررہے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا بخدا تم اسی مقصد سے مسجد میں مجلس کررہے تھے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا: میں نے اس بات پر تم سے اس لیے قسم نہیں لی کہ میں تمہیں غلط سمجھ رہا ہوں۔ تم میں سے جو بھی حضور ﷺ کی بارگاہ میں میرے مقام پر ہے (صحابی ہے) وہ مجھ سے کم حضور کی اس حدیث کو محفوظ رکھنے والا نہیں کہ حضور ﷺ ایک بار اپنے اصحاب کے ایک حلقہ کے پاس پہنچے تو ان سے پوچھا کہ تم یہاں کیوں بیٹھے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کررہے تھے۔ اللہ کی حمد بیان کررہے تھے کہ اس نے ہمیں دینِ اسلام کی ہدایت دی اور اسلام عطا فرما کر ہم پر احسان فرمایا۔ حضور نے پوچھا: کیا بخدا تم اسی سبب سے بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگوں نے کہا واللہ بس ہم اسی وجہ سے بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور نے فرمایا: میں نے تم پر تہمت کے سبب قسم نہیں لی۔ میرے پاس ابھی جبرئیل آئے تھے، انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے پاس تمہاری بڑائی بیان فرمارہا ہے۔

فائدہ:

صحابۂ کرام مجلس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کررہے تھے اور اللہ کا شکرادا کررہے تھے کہ اللہ انھیں ہدایت دی۔ دین اسلام عطا فرمایا۔ یہ ذکر جہری ہے۔

پانچویں حدیث:

قَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا خَرَجَ عَلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: یَا اَیُّھَا النَّاسُ، إِنَّ لِلّٰہِ سَرَایَا مِنَ

الْـمَلائِكَةِ تَـحِلُّ وَتَـقِفُ عَلَى مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْاَرْضِ، فَارْتَعُوا فِي رِيَاضِ الْجَنَّةِ .قَـالُـوا: وَاَيْـنَ رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ: مَجَالِسُ الذِّكْرِ، فَاغْدُوا وَرُوحُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ. [المستدرک:۱/۱/۶۷۱،حدیث:۱۸۲۰]

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ارشادفرمایا: اے لوگو! اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں مجالسِ ذکر میں شرکت کرتے ہیں لہٰذا تم جنت کے باغوں سے کچھ پھل کھالیا کرو۔ صحابہ کرام نے پوچھا: جنت کے باغ کہاں ہیں؟ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: مجالسِ ذکر جنت کے باغ ہیں تو صبح وشام اللہ کے ذکر میں شامل ہوجاو۔

چھٹی حدیث:

عَنْ اَبِي الْجَوْزَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَكْثِرُوا ذِكْرَاللهِ حَتَّى يَقُولَ الْمُنَافِقُونَ: اِنَّكُمْ مُرَاءُ ونَ" هٰذَا مُرْسَلٌ.

[شعب الایمان:۲/۶۴،حدیث:۵۲۴]

ترجمہ:

ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: اللہ کا ذکر اتنا زیادہ کرو کہ منافقین تمہیں یہ کہیں کہ تم دکھاوا کرتے ہو۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

اس حدیث سے ذکر جہری کے ثبوت پر استدلال کرتے ہوئے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تنبیہ: وَوَجْهُ الدَّلَالَةِ مِنْ هٰذَا وَالَّذِيْ قَبْلَهُ اَنَّ ذٰلِكَ اِنَّمَا يُقَالُ عِنْدَ الْجَهْرِ دُوْنَ الْإِسْرَارِ. [نتیجۃ الفکر فی الجہر بالذکر:۲/۱]

ترجمہ: اس حدیث اور اس پہلے کی حدیث سے ذکر جہری کا ثبوت یوں ملتا ہے کہ کسی شخص کو ذکرُ اللہ کا دکھاوا کرنے والا اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب کہ ذکر بلند آواز سے ہو۔ آہستہ ذکر میں ایسا کہنا ممکن نہیں۔

فائدہ: دیکھا جاتا ہے کہ صوفیہ کرام کے حلقہ ذکر پر اعتراض کرنے والے بھی اسی قسم کی باتیں کہتے ہیں۔ اللہ انھیں ہدایت دے۔

ساتویں حدیث:

عَنْ اَبِي سَعِيدٍ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :يَقُولُ اللَّهُ جَلَّ وَعَلَا :سَيَعْلَمُ اَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ، فَقِيلَ: مَنْ اَهْلُ الْكَرَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟، قَالَ :اَهْلُ مَجَالِسِ الذِّكْرِ فِي الْمَسَاجِدِ. [صحیح ابن حبان:۳/۹۸،حدیث:۸۱۶]

ترجمہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ (قیامت میں) اللہ فرمائے گا کہ آج محشر میں جمع ہونے والے جانیں گے کہ اہل کرم کون لوگ ہیں؟ پوچھا گیا: کون اہلِ کرم ہیں؟ یارسول اللہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مساجد میں ذکر کی مجلسیں قائم کرنے والے۔

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے لیکن فضائل کے باب میں معتبر ہے۔ اس کے علاوہ اس کے معنیٰ کی تائید میں متعدد احادیث موجود ہیں۔

آٹھویں حدیث:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَاَى نَاسٌ نَارًا فِي الْمَقْبَرَةِ، فَاَتَوْهَا فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ، وَإِذَا هُوَ يَقُولُ: نَاوِلُونِي صَاحِبَكُمْ، وَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّاهُ الَّذِي يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ. [المستدرک:۲/۳۷۵،حدیث ۳۳۱۸]

ترجمہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے قبرستان میں ایک روشنی دیکھی۔ جب لوگ وہاں پہنچے تو انہوں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر کے اندر ہیں اور فرماتے ہیں: مجھے اپنے صاحب کو دو (تا کہ قبر میں رکھوں)۔ لوگوں نے دیکھا تو وہی آدمی تھا جو آہیں بھر بھر کے بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا۔ (امام حاکم نے فرمایا) یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور بخاری و مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔

ذہبی نے تلخیص میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔۔۔ اس حدیث سے واضح طور پر ذکر جہری کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

نویں حدیث:

عَنْ جَابِرٍ، اَنَّ رَجُلًا كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ فَقَالَ رَجُلٌ: لَوْ اَنَّ هَذَا خَفَضَ مِنْ صَوْتِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " فَإِنَّهُ اَوَّاهٌ" قَالَ: فَمَاتَ فَرَاى رَجُلٌ نَارًا فِي قَبْرِهِ فَاتَاهُ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ يَقُولُ: " هَلُمُّوا صَاحِبَكُمْ، فَإِذَا هُوَ الرَّجُلُ الَّذِي كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالذِّكْرِ." [شعب الایمان: ۱۰۳/۲، حدیث 579]

ترجمہ:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر یہ شخص اپنی آواز پست کرتا تو اچھا ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ اوّاہ (یا دمولی میں زیادہ آہیں بھرنے والا) ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس شخص کو موت آئی تو کسی آدمی نے اس کی قبر میں روشنی دیکھی، جب وہ آدمی اس کی قبر کے پاس آیا تو دیکھا کہ اس کی قبر کے اندر رسول اللہ ﷺ موجود ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنے صاحب کو مجھے دو۔ دیکھا تو وہ وہی آدمی تھا جو بلند آواز سے ذکر کیا کرتا تھا۔

دسویں حدیث:

عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ اَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ، يُكَنَّى اَبَا رَزِينٍ: يَا اَبَا رَزِينٍ! إِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ بِذِكْرِ اللهِ، فَإِنَّكَ لَا تَزَالُ فِي صَلَاةٍ مَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ، إِنْ كُنْتَ فِي عَلَانِيَةٍ فَصَلَاةُ الْعَلَانِيَةِ، وَإِنْ كُنْتَ خَالِيًا فَصَلَاةُ الْخَلْوَةِ. [حلیۃ الاولیا وطبقات الاصفیا: ۳۶۶/۱]

ترجمہ:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے اپنے باپ سے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے اہل صفہ کے ایک شخص ابورزین سے فرمایا: اے ابورزین! جب تم تنہائی میں رہو تو اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو حرکت دو۔ جب تک تم اپنے رب کے ذکر میں لگے رہو گے تو گویا نماز کی حالت میں رہو گے۔ اگر علانیہ ذکر میں رہو گے تو یہ علانیہ نماز کی طرح ہے اور خلوت میں ذکر کرو گے تو یہ خلوت کی نماز ہے۔

اس حدیث سے ذکر جہری کی فضیلت بھی ثابت ہوئی کہ علانیہ ذکر (جو غیر مشروع امور سے خالی ہو) علانیہ نماز کی منزل میں ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے درج ذیل دعا فرماتے تھے:

گیارھویں حدیث:

عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ، اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَلَّمَ مِنْ صَلَاتِهِ يَقُولُ: بِصَوْتِهِ الاعْلَى: لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، وَلا نَعْبُدُ إِلا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

[مسند الشافعی: ۴۴/۱، حدیث 267]

ترجمہ:

ابوالزبیر سے روایت ہے، انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں سلام سے فارغ ہوتے تھے تو بلند آواز سے یہ کلمات کہتے تھے۔ لا إِلَـهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللَّهِ، وَلا نَعْبُدُ إِلا إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ.

اگر کوئی یہ کہے کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کے یہ کلمات کہنا اس لیے جائز ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ دیگر موقعوں پر کہنا ثابت نہیں لہٰذا جائز نہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعد نماز بلند آواز سے جن کلمات کا ذکر حضور سے منقول ہے ان کا ذکر سنت ہے۔ ان کلمات یا اُن کے علاوہ کے ساتھ دیگر مواقع پہ بلند آواز سے ذکر کرنے کی ممانعت پر کوئی دلیل نہیں، لہٰذا جائز ہے۔ دیگر موقعوں پر بلند آواز سے ذکر کرنے کا جواز قرآن وحدیث کی ان نصوص سے ثابت ہے جن میں مطلقاً ذکر کی تعلیم وترغیب موجود ہے۔ کسی خاص مقام یا طریقہ ذکر کو ناجائز کہنے کے لیے دلیل ممانعت چاہیے اور وہ موجود نہیں۔ نیز بعض احادیث ذکر جہری کے ثبوت پر صریح ہیں۔

بارھویں حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ أَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلاَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالتَّكْبِيرِ.

[صحیح البخاری: ۱/۱۶۸، حدیث: ۸۴۲]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ میں اللہ اکبر کی آواز سے جان لیتا تھا کہ نبی کریم ﷺ کی نماز ختم ہو چکی۔ یعنی بعد نماز حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب بلند آواز سے تکبیر کہتے تھے۔

ذکر جہری کا ثبوت اقوال سلف سے

امام نووی رحمہ اللہ:

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے امام نووی کے تعلق سے یہ لکھا ہے:

وَقَدْ جَمَعَ النَّوَوِيْ بَيْنَ الاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ فِي اِسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَالْوَارِدَةِ فِي اِسْتِحْبَابِ الاِسْرَارِ بِهٖ بِاَنَّ الإِخْفَاءَ اَفْضَلُ حَيْثُ خَافَ الرِّيَاءَ اَوْتَاَذَّى الْمُصَلُّوْنَ اَوِ النَّائِمُوْنَ وَالْجَهْرُ اَفْضَلُ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ. [روح البیان: ۳/۳۰۶]

ترجمہ:

ذکر جہری کے استحباب اور ذکر سری کے استحباب سے متعلق جو احادیث وارد ہیں ان میں نووی نے یہ تطبیق ذکر کی ہے کہ ذکر سری افضل ہے، وہاں جہاں ریا کاری کا خوف ہو یا نمازیوں یا سونے والوں کو اذیت پہنچے۔ اس کے علاوہ دوسرے مقامات میں ذکر جہری افضل ہے۔

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام عبدالروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

اِنَّ مَااعْتَادَهُ الصُّوْفِيَّةُ مِنْ عَقْدِ حَلْقِ الذِّكْرِ وَالْجَهْرِ بِهٖ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَفْعِ الصَّوْتِ بِالتَّهْلِيْلِ لا كَرَاهَةَ فِيْهِ ذَكَرَهٗ فِي فَتَاوَاهُ الْحَدِيْثِيَّةِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَخْبَارٌ تَقْتَضِي نَدْبَ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ وَاَخْبَارٌ تَقْتَضِي الإِسْرَارَ بِهٖ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا اَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلاَفِ الاَحْوَالِ وَالاَشْخَاصِ كَمَا جَمَعَ النَّوَوِيُّ بِهٖ بَيْنَ الاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِنَدْبِ الْجَهْرِ بِالْقِرَائَةِ وَالْوَارِدَةِ بِنَدْبِ الإِسْرَارِ بِهَا.

[فیض القدیر: ۲/۸۴، حدیث: ۱۳۹۷]

ترجمہ:

صوفیہ کرام کی یہ عادت ہے کہ وہ مسجدوں میں حلقہ ذکر کا انعقاد کرتے ہیں۔ بلند آواز سے ذکر کیا جاتا ہے اور ''لا الہ الا اللہ'' کا ورد کیا جاتا ہے، اس میں کوئی کراہت نہیں۔ (ابن حجر ہیتمی نے) ''فتاوی حدیثیہ'' میں اس کو ذکر کیا ہے۔ کچھ احادیث سے ذکر جہری کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے اور کچھ احادیث سے ذکر سری کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ بعض احوال اور بعض اشخاص کے لحاظ سے ذکر جہری افضل ہے اور بعض کے لحاظ سے ذکر سری افضل ہے۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ حموی نے امام شعرانی کے تعلق سے یہ لکھا ہے:

وَقَدْ ذَكَرَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْوَهَّابِ الشَّعْرَانِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمَّى بِبَيَانِ ذِكْرِ الذَّاكِرِ لِلْمَذْكُورِ وَالشَّاكِرِ لِلْمَشْكُورِ مَا نَصُّهُ: وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى جَمَاعَةً فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ إِلَّا اَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ بِالذِّكْرِ عَلَى نَائِمٍ اَوْ مُصَلٍّ اَوْ قَارِءٍ كَمَا هُوَ مُقَرَّرٌ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ. [غمز عیون البصائر:۶۱/۴]

ترجمہ:

شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''بَيَانُ ذِكْرِ الذَّاكِرِ لِلْمَذْكُوْرِ وَالشَّاكِرُ لِلْمَشْكُوْرِ'' میں یہ لکھا ہے: بغیر کسی انکار کے علمائے سلف وخلف کا اتفاق ہے اس بات پہ کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی طور پر ذکر کرنا مستحب ہے۔ مگر اس صورت میں نہیں جب کہ اس سے سوتے ہوئے کو یا مصلی کو یا قرآن پڑھنے والے کو پریشانی ہو جیسا کہ کتب فقہ میں ثابت ہے۔

امام جلال الدین سیوطی:

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر جہری کے ثبوت پر ایک رسالہ ہے، جس کا نام ہے '' نَتِيْجَةُ الْفِكَرِ فِي الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ'' اس کا ایک باب یہ ہے: ذِكْرُ الْاَحَادِيثِ الدَّالَّةِ عَلَى اسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ تَصْرِيحًا اَوِ الْتِزَامًا۔ اُن احادیث کا بیان جن سے ذکر جہری کا استحباب صراحتاً یا التزاماً ثابت ہوتا ہے۔ امام سیوطی کا یہ رسالہ ان کی کتاب ''الحاوی للفتاوی'' میں شامل ہے۔ اُس میں احادیث بھی ہیں اور ذکر جہری کو ناجائز کہنے والوں کے شبہات کے جوابات بھی دیے گئے ہیں۔ ذکر جہری کے ثبوت پر دلائل کو ذکر کرنے کے بعد امام سیوطی نے یہ لکھا ہے:

اَنَّ الذَّاكِرِينَ إِذَا كَانُوا مُجْتَمِعِينَ عَلَى الذِّكْرِ، فَالْاَوْلَى فِي حَقِّهِمْ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ، وَاَمَّا إِذَا كَانَ الذَّاكِرُ وَحْدَهُ، فَإِنْ كَانَ مِنَ الْخَاصِّ فَالْإِخْفَاءُ فِي حَقِّهِ اَوْلَى، وَإِنْ كَانَ مِنَ الْعَامِّ فَالْجَهْرُ فِي حَقِّهِ اَفْضَلُ. [الحاوی للفتاوی:۳۷۶/۲]

ترجمہ:

جب ذکر کرنے والے اجتماعی طور پر ذکر کریں تو ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ بلند آواز سے ذکر کریں، لیکن جب ذکر کرنے والا تنہا ہو اور خواص میں سے ہو تو اس کے حق میں آہستہ ذکر کرنا افضل ہے اور اگر عوام میں سے ہو تو اس کے حق میں بلند آواز سے ذکر کرنا افضل ہے۔

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ:

علامہ احمد بن محمد ابن حجر ہیتمی متوفی ۹۸۲ھ سے سوال ہوا کہ صوفیہ کرام کا جو طریقہ رائج ہے کہ مسجدوں میں حلقہ ذکر منعقد کرتے ہیں، کیا اس میں کوئی کراہت ہے؟ تو علامہ ابن حجر ہیتمی علیہ الرحمہ نے یہ جواب دیا:

لَا كَرَاهَةَ فِيهِ، وَقَدْ جَمَعَ بَيْنَ اَحَادِيثَ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْجَهْرِ نَحْوَ: وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُه فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَالَّذِي فِي الْمَلَإِ لَا يَكُونُ إِلَّا عَنْ جَهْرٍ، وَكَذَا حِلَقُ الذِّكْرِ وَطَوَافُ الْمَلَائِكَةِ بِهَا، وَمَا فِيهَا مِنْ الْاَحَادِيثِ فَإِنَّ ذَلِكَ

كُلَّهُ إِنَّمَا يَكُونُ فِي الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ.

وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيّ: مَرَّ بِرَجُلٍ يَرْفَعُ صَوْتَهُ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَسَى اَنْ يَكُونَ هٰذَا مُرَائِيًا، قَالَ: لَا وَلٰكِنَّهُ اَوَّاهٌ وَاُخْرَى اقْتَضَتْ طَلَبَ الْإِسْرَارِ؛ بِاَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْاَشْخَاصِ وَالْاَحْوَالِ، كَمَا جَمَعَ النَّوَوِيُّ. رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى. بِذٰلِكَ بَيْنَ الْاَحَادِيثِ الطَّالِبَةِ لِلْجَهْرِ بِالْقِرَائَةِ وَالطَّالِبَةِ لِلْإِسْرَارِ بِهَا؛ فَحِينَئِذٍ لَا كَرَاهَةَ فِي الْجَهْرِ بِالذِّكْرِ اَلْبَتَّةَ؛ حَيْثُ لَا مُعَارِضَ بَلْ فِيهَا مَا يَدُلُّ عَلَى اسْتِحْبَابِهِ إِمَّا صَرِيحًا اَوْ الْتِزَامًا، وَلَا يُعَارِضُ ذٰلِكَ خَبَرَ الذِّكْرِ الْخَفِيِّ، كَمَا لَا يُعَارِضُ اَحَادِيثُ الْجَهْرِ بِالْقُرْآنِ بِخَبَرِ السِّرِّ بِالْقُرْآنِ كَالسِّرِّ بِالصَّدَقَةِ، وَقَدْ جَمَعَ النَّوَوِيُّ بَيْنَهُمَا بِاَنَّ الْإِخْفَاءَ اَفْضَلُ حَيْثُ خَافَ الرِّيَاءَ اَوْ تَاَذّٰى بِهِ مُصَلُّونَ اَوْ نِيَامٌ. وَالْجَهْرُ اَفْضَلُ فِي غَيْرِ ذٰلِكَ. [الفتاوی الفقهية الكبری:۱/۱۷۶]

ترجمہ:

اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر نے اُن احادیث کو جمع فرمایا ہے جن سے ذکر جہری کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ بخاری کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر بندہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کی مجلس سے بہتر مجلس میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور مجلس میں اللہ کا ذکر، عموماً جہری ہوتا ہے۔ اسی طرح حلقہ ذکر میں فرشتوں کا شریک ہونا، ان کا اس کے گرد چکر لگانا اِن باتوں سے متعلق جو احادیث ہیں ساری احادیث میں ذکر سے مراد ذکر جہری ہے۔

بیہقی نے تخریج کی ہے کہ حضور ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بلند آواز سے ذکر کر رہا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ہوسکتا ہے یہ شخص ریا کاری کر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ آہ وزاری کرنے والا ہے۔

کچھ احادیث سے ذکر سری کا مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ اختلاف احوال، اشخاص کے اختلاف کے لحاظ سے ہے۔ جیسا کہ نووی نے ذکر جہری اور ذکر سری سے متعلق احادیث کے درمیان تطبیق ذکر کی ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ذکر جہری میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں کوئی تعارض نہیں۔ بعض احادیث میں صراحت کے ساتھ اور بعض میں ضمناً ذکر جہری کے استحباب کا ثبوت ہے۔ ذکر سری والی حدیث ذکر جہری والی حدیث کی معارض نہیں، جیسا کہ قرآن کو آواز سے پڑھنے کے بارے میں جو احادیث ہیں وہ سری قرات والی احادیث کی معارض نہیں۔ جیسا کہ اعلانیہ صدقہ کرنے سے متعلق احادیث چھپا کر صدقہ کرنے سے متعلق احادیث کی معارض نہیں۔ نووی نے دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق دی ہے کہ آہستہ ذکر افضل ہے جب کہ ریا کاری کا خوف ہو یا ذکر جہری سے مصلی یا سونے والے کو اذیت اور تکلیف ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو بلند آواز سے ذکر کرنا افضل ہے۔

امام احمد بن محمد الطحطاوی:

امام طحطاوی نے یہ تحریر فرمایا ہے:

وَجُمِعَ بَيْنَ الْاَحَادِيْثِ الْوَارِدَةِ بِاَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِحَسْبِ الْاَشْخَاصِ وَالْاَحْوَالِ فَمَتٰى خَافَ الرِّيَاءَ اَوْتَاَذّٰى بِهِ اَحَدٌ كَانَ الْإِسْرَارُ اَفْضَلُ وَمَتٰى فُقِدَ مَاذُكِرَ كَانَ الْجَهْرُ اَفْضَلَ. [حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۱/۳۱۸]

ترجمہ:

ذکر جہری اور ذکر سری سے متعلق احادیث کے درمیان یہ تطبیق دی گئی ہے کہ احادیث کا یہ اختلاف اشخاص اور احوال کے اختلاف کے لحاظ سے ہے۔ چناں چہ بندہ جب ریا کاری کا خوف کرے یا ذکر جہری سے کسی کو تکلیف پہنچے تو آہستہ ذکر کرنا افضل ہے اور جہاں یہ چیز نہ ہو تو ذکر جہری افضل ہے۔

امام ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ:

امام امین بن عمر ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ نے یہ لکھا ہے:

(قَوْلُهُ وَرَفْعُ صَوْتٍ بِذِكْرٍ إلَخْ)أَقُولُ:اضْطَرَبَ كَلَامُ صَاحِبِ الْبَزَّازِيَّةِ فِي ذَلِكَ؛ فَتَارَةً قَالَ:إنَّهُ حَرَامٌ، وَتَارَةً قَالَ إنَّهُ جَائِزٌ.
وَفِي الْفَتَاوَى الْخَيْرِيَّةِ مِنْ الْكَرَاهِيَةِ وَالِاسْتِحْسَانِ: جَاءَ فِي الْحَدِيثِ بِهِ اقْتَضَى طَلَبَ الْجَهْرِ بِهِ نَحْوُ "وَإِنْ ذَكَرَنِي فِي مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِي مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ رَوَاهُ الشَّيْخَانِ. وَهُنَاكَ أَحَادِيثُ اقْتَضَتْ طَلَبَ الْإِسْرَارِ، وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْأَشْخَاصِ وَالْأَحْوَالِ كَمَا جُمِعَ بِذَلِكَ بَيْنَ أَحَادِيثِ الْجَهْرِ وَالْإِخْفَاءِ بِالْقِرَاءَةِ وَلَا يُعَارِضُ ذَلِكَ حَدِيثُ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ لِأَنَّهُ حَيْثُ خِيفَ الرِّيَاءُ أَوْ تَأَذِّي الْمُصَلِّينَ أَوْ النِّيَامُ، فَإِنْ خَلَا مِمَّا ذُكِرَ؛ فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ: إنَّ الْجَهْرَ أَفْضَلُ لِأَنَّهُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَلِتَعَدِّي فَائِدَتِهِ إلَى السَّامِعِينَ، وَيُوقِظُ قَلْبَ الذَّاكِرِ فَيَجْمَعُ هَمَّهُ إلَى الْفِكْرِ، وَيَصْرِفُ سَمْعَهُ إلَيْهِ، وَيَطْرُدُ النَّوْمَ، وَيَزِيدُ النَّشَاطَ. اهـ. مُلَخَّصًا، وَتَمَامُ الْكَلَامِ هُنَاكَ فَرَاجِعْهُ. وَفِي حَاشِيَةِ الْحَمَوِيِّ عَنْ الْإِمَامِ الشَّعْرَانِيِّ: أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِي الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا إلَّا أَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلَى نَائِمٍ أَوْ مُصَلٍّ أَوْ قَارِئٍ إلَخْ. [ردالمحتار:۱/۶۶۰]

ترجمہ:

صاحب درمختار کا قول ہے بلند آواز سے ذکر کرنا۔۔۔اس پہ میں (علامہ شامی) کہتا ہوں کہ اس بارے میں صاحب فتاوی بزازیہ (امام محمد بن محمد الکردری البزازی متوفی ۸۲۷ھ) کا کلام مضطرب ہے۔کہیں انھوں نے اس کو حرام کہا، کہیں جائز کہا۔فتاوی خیریہ میں ''باب الکراہیۃ والاستحسان'' میں ہے: حدیث میں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے ذکر جہری کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بندہ اگر جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کی جماعت سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کرتا ہوں۔اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے۔یہاں کچھ احادیث ذکر سری کو بھی ثابت کرتی ہیں۔دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق یوں دی جائے گی کہ یہ اختلاف اشخاص اور احوال کے اختلاف کے اعتبار سے ہے۔جیسا کہ بعض احادیث بلند آواز سے قرآن کی قراءت سے متعلق ہیں اور بعض احادیث آہستہ قرآن پڑھنے سے متعلق ہیں۔حدیث میں ہے کہ بہتر ذکر ذکر خفی ہے یہ ذکر جہری کی حدیث کے خلاف نہیں، کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ریا کا خوف ہو یا مصلیوں یا سوتے ہوئے لوگوں کی تکلیف کا باعث ہو تو بہتر ذکر خفی ہے۔اگر ایسی کوئی بات نہ ہو تو بعض اہلِ علم نے یہ کہا کہ ذکر جہری افضل ہے، کیوں کہ یہ قلب سے دوسرے یالات کو زائل کرنے میں زیادہ اثر انداز ہے اور سامعین کے لیے بھی مفید ہے (کہ انہیں ذکر کی ترغیب ہوتی ہے) اور اس سے ذاکر کے دل کی غفلت کو دور کیا جاتا ہے۔اس سے ذاکر کی فکر میں یکسوئی حاصل ہوتی ہے اور سماعت دوسری چیزوں میں مشغول نہیں ہوتی۔اس سے نیند کی سستی دور ہوتی اور چستی برقرار رہتی ہے۔''حاشیہ حموی'' میں امام شعرانی کے حوالے سے ہے: علمائے سلف وخلف کا اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر مستحب ہے، جب کہ سوتے ہوئے کو یا مصلی کو یا تلاوتِ قرآن کرنے والے کو تکلیف نہ ہو۔

فقیہ محمد بن یوسف العبدری الغرناطی:

امام فقیہ محمد بن یوسف مالکی متوفی ۸۹۷ھ نے ذکر جہری کے ثبوت پر حدیثِ صحیحین کو نقل کرنے کے بعد ابن عرفہ کے حوالے سے یہ لکھا ہے: ابْنُ عَرَفَةَ :وَرَفْعُ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ بِالْمَسْجِدِ آخِرَ اللَّيْلِ مَعَ حُسْنِ النِّيَّةِ قُرْبَةٌ. [التاج والاکلیل لمختصر خلیل:۲/۳۷۳]

ترجمہ: ابن عرفہ نے کہا کہ مسجد میں رات کے آخری پہر میں حسنِ نیت کے ساتھ بلند آواز سے دعا اور ذکر کرنا نیک عمل ہے۔

علامہ خیرالدین رملی:

علامہ خیرالدین رملی متوفی ۱۰۸۱ھ نے یہ لکھا ہے:

وَهُنَاكَ أَحَادِيْثُ اِقْتَضَتْ طَلَبَ الاِسْرَارِ وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِاَنَّ ذٰلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الاَشْخَاصِ وَالاَحْوَالِ كَمَا جُمِعَ بَيْنَ الاَحَادِيْثِ الطَّالِبَةِ الْجَهْرِ بِالْقِرَائَةِ وَالطَّالِبَةِ الاِسْرَارِ. [فتاوی خیریہ بہامش تنقیح الحامدیۃ:۲/۲۸۱]

ترجمہ:

یہاں کچھ احادیث ہیں جن سے ذکر سری کا ثبوت ملتا ہے۔ذکر جہری اور ذکر سری دونوں قسم کی احادیث کے مابین تطبیق یوں ہوگی کہ یہ اختلاف اشخاص واحوال کے اختلاف کے لحاظ سے ہے۔جیسا کہ بعض احادیث سے جہری قراءتِ قرآن اور بعض احادیث سے سری قراءتِ قرآن کا جواز ثابت ہوتا ہے۔(یہاں بھی اختلاف،اختلافِ اشخاص واختلافِ احوال کے لحاظ سے ہے)۔

مشہور عرب محقق محمد بن احمد ابوزہرہ مصری م 1394ھ نے یہ لکھا ہے:

وَاِنَّ الْمَاثُوْرَعَنِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ اَنَّهُمْ كَانُوْايَدْعُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى،وَيَعْبُدُوْنَهٗ مُتَسَتِّرِيْنَ اِلَّامَايَكُوْنُ فِىْ جَمَاعَةٍ.

[زھرۃ التفاسیر:۲۸۶۶/۶]

ترجمہ:

صحابہ اور تابعین سے یہ منقول ہے کہ وہ اللہ کا ذکر آہستہ اور عبادت (نفل) چھپ کر کرتے تھے۔لیکن جماعت میں بلند آواز سے ذکر ودعا کرتے تھے۔

ذکر جہری پر مخالفین کے اعتراضات کے جوابات

اعتراض:

قرآن حکیم سورۃ الاعراف آیت۔۔ میں ہے:''اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًاوَّ خُفْيَةً اِنَّهٗ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ''۔اپنے رب کو گڑگڑا کر اور آہستہ یاد کرو۔بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

اس آیت میں اللہ کو گڑگڑا کر آہستہ پکارنے کا حکم دیا گیا ہے اور زور زور سے چیخ چیخ کر دعا کرنے والے کو حد سے تجاوز کرنے والا کہا ہے۔اس سے ثابت ہوا کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جائز نہیں۔

جواب:

اس آیت سے ذکر جہری کا ناجائز ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔اس آیت میں دعا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔بندوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ سے آہستہ اور گڑگڑا کر عاجزی کے ساتھ دعا کرنا چاہیے۔بتکلف چیخ چیخ کر دعا کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے۔اگر اس آیت سے بلند آواز سے ذکر کرنے کی ممانعت ثابت کرنا صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ اس سے بلند آواز سے دعا کرنے کا ناجائز ہونا بھی ثابت ہو،کیوں کہ دعا بھی ذکر اللہ ہے،حالاں کہ بلند آواز سے دعا کرنا سنت سے ثابت ہے۔آیت مذکورہ میں ذکرِ جہری کی ممانعت کا کوئی ذکر ہی نہیں،ہاں اس میں گڑگڑا کر اور تنہائی میں آہستہ اللہ سے دعا کرنے کی ترغیب ہے اور دعا میں ریاکاری،دکھاوا کر کے حد شرع سے تجاوز کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

اجتماعی طور پر بلند آواز سے،رو رو کر،گڑگڑا کر اللہ سے دعا کرنے اور انفرادی یا اجتماعی طور پر بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرنے کے ناجائز ہونے کی یہ آیت ہرگز دلیل نہیں بن سکتی۔رسول پاک ﷺ سے باآواز بلند دعا کرنا بھی ثابت ہے اور بالجہر ذکر کرنا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔بلکہ غور کیا جائے تو اِسی آیت میں ذکر جہری کا بھی ثبوت موجود ہے۔کیوں کہ اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ گڑگڑا کر اور آہستہ اللہ سے دعا کرو۔گڑگڑانے اور رونے میں آواز بھی نکل سکتی ہے،یہ شرع میں مذموم نہیں بلکہ محمود ہے۔حدیث میں اِس طرح سے دعا کرنے والے بندے کو''اواہ''(اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے والا بندہ) کہا گیا ہے۔سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والتسلیم کی ایک صفت قرآن حکیم میں اواہ بھی ہے۔اگر کوئی آواز سے رو رو کر اللہ سے دعا کرے اور اس میں تصنع اور ریا نہ ہو تو کیا یہ کہہ کر اسے ناجائز ٹھہرایا جائے گا کہ دعا بھی چوں کہ ذکر اللہ ہے لہٰذا بلند آواز سے دعا کرنا بدعت ہے؟ایسا ہرگز نہیں۔

اس سے پہلے حدیث گزری کہ ایک شخص بلند آواز سے اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔کسی نے کہا یارسول اللہ!اگر یہ شخص اپنی آواز کو پست کرتا تو اچھا

ہوتا۔حضور ﷺ نے فرمایانہیں ۔ یہ شخص اللہ کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے والا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ بلند آواز سے ہر دعا کرنے والا یا اللہ کا ذکر کرنے والا ریا کار نہیں ہوتا۔اگر بلند آواز سے ذکر کرنے یا دعا کرنے میں ریا کاری کا خوف ہو،نمازی یا سونے والے یا قرآن پڑھنے والے کو تکلیف ہو تو ناجائز ہے ورنہ نہیں۔

اعتراض

قرآن حکیم میں ہے:"وَاذْکُرْ رَّبَّکَ فِی نَفْسِکَ تَضَرُّعًا وَخِیفَةً وَدُونَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَکُنْ مِنَ الْغَافِلِینَ" [الاعراف:۲۰۶]

ترجمہ: اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈر کے ساتھ یاد کرو اور کچھ کم آواز والے بول سے،صبح وشام،اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس آیت میں آہستہ ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے،اور ذکر بالجہر سے منع کیا گیا ہے۔

جواب:

اولاًاس آیت میں مطلقاً ذکر بالجہر سے منع نہیں کیا گیا ہے بلکہ ایسے ذکر بالجہر سے منع کیا گیا ہے جس میں تضرع وخوف کے بجائے ریا کاری اور تصنع کا اظہار ہو یا یہ تصور ہو کہ بلند آواز سے ذکر کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ سنے گا اور آہستہ ذکر کرنے سے معاذ اللہ نہیں سنے گا،یا ایسا ذکر بالجہر ہو جس سے مصلیوں کو یا آرام کرنے والوں کو اذیت پہنچے۔لیکن اگر یکسوئی کو برقرار رکھنے،خیال کو ذکر پہ جمائے رکھنے اور دوسرے اشغال سے توجہ کو ہٹانے کے لیے یا مبتدی لوگوں کو ذکر کی تعلیم دینے اور انہیں ذکر کا عادی بنانے کے لیے بلند آواز سے ذکر کیا جائے تو کوئی کراہت نہیں۔

اس آیت کے تحت تفسیر "البحر المدید للفاسی" میں ہے:وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ إِمَّا إِرْشَادٌ لِلْعِبَادِ إِلٰی اَنَّ الْجَھْرَ لَیْسَ لِإِسْمَاعِهٖ تَعَالٰی بَلْ لِغَرْضٍ آخَرَمِنْ تَانِیْسِ النَّفْسِ بِالذِّکْرِوَتَثْبِیْتِهٖ فِیْھَا،وَمَنْعِھَامِنَ الاِشْتِغَالِ بِغَیْرِهٖ،وَقَطَعَ الْوَسْوَسَةِ عَنْھَا.

[البحر المدید:۳/۳۷۴]

ترجمہ:

" اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو،،اس حکم میں یا تو بندوں کو اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا اللہ سبحانہ تعالیٰ کو سنانے کے لیے نہیں بلکہ دوسرے مقصد کے لیے ہے۔مثلاً نفس کو ذکر سے مانوس کرنے اور ذکر میں دل جمعی پیدا کرنے کے لیے ہے اور ذکر کے سوا دوسرے امور سے توجہ کو ہٹانے اور دل سے وسوسوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔

تفسیر مظہری میں زیر آیت ہے:

"وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٌ یَعْنِی بِالذِّکْرِالْقِرَائَةُ فِی الصَّلَاةِ یُرِیْدُ یَقْرَأُسِرًّافِی نَفْسِهٖ فِی صَلٰوةِ السِّرِّتَضَرُّعاً وَخِیْفَةً اَیْ مُتَضَرِّعًاوَخَائِفًامِنِّی وَدُونَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ اَیْ مُتَکَلِّمًاکَلَامًافَوْقَ السِّرِّوَدُوْنَ الْجَھْرِاَرَادَفِی صَلٰوةِ الْجَھْرِوَلَاتَجْھَرْجَھْرًاشَدِیْدًابَلْ فِی خَفْضٍ وَّسُکُوْنٍ یَسْمَعُ مَنْ خَلْفَکَ کَذَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِی تَفْسِیْرِالْایَةِ فَقَوْلُهٗ وَدُوْنَ الْجَھْرِ عَطْفٌ عَلٰی قَوْلِهٖ فِی نَفْسِکَ قُلْتُ وَجَازَاَنْ یَکُوْنَ الْمُرَادُاِقْرَاالْقُرْاٰنَ فَوْقَ السِّرِّدُوْنَ الْجَھْرِجَھْرًامُتَوَسِّطًانَظِیْرُهٗ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَلَا تَجْھَرْبِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِھَاوَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا وَیُؤَیِّدُهٗ حَدِیْثُ اَبِی قَتَادَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ الله صلی الله علیه واله وسلم خَرَجَ لَیْلَةً فَاِذَاھُوَبِاَبِی بَکْرٍ یُصَلِّی یَخْفِضُ صَوْتَهٗ وَمَرَّبِعُمَرَوَھُوَیُصَلِّی رَافِعًاصَوْتَهٗ قَالَ فَلَمَّااجْتَمَعَاعِنْدَ رَسُوْلِ الله صلی الله علیه واله وسلم قَالَ یَااَبَابَکْرٍمَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّی تَخْفِضُ صَوْتَکَ قَالَ قَدْ اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَالَ لِعُمَرَ مَرَرْتُ بِکَ وَاَنْتَ تُصَلِّی رَافِعًاصَوْتَکَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَالِهٖ

وَسَلَّمِ یَااَبَابَکْرٍ اِرْفَعْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا وَقَالَ لِعُمَرَ اِخْفِضْ مِنْ صَوْتِکَ شَیْئًا رَوَاہُ اَبُو دَاوُدَ وروی الترمذی نحوہ من حدیث عبد اللہ بن رباح الانصاری وَجَازَ ان یکون المعنٰی اِقْرَاِالْقُرْاٰنَ سِرًّا وَجَهْرًا دُوْنَ الْجَهْرِ الشَّدِیْدِ یَعْنِی عَلٰی کِلَا الْوَجْهَیْنِ تَارَةً کَذَا وَتَارَةً کَذَا۔" [تفسیر مظہری:۴۵۲/۳]

ترجمہ:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہاں ذکر سے مراد نماز میں قراءتِ قرآن ہے۔یعنی سری قراءت والی نماز میں اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو یعنی آہستہ،خوف اور تضرع کے ساتھ قرآن کی قراءت کرو اور جہری نماز میں تھوڑی بلند آواز سے قراءت کرو کہ پیچھے والے قرآن سن سکیں۔نہ زیادہ تیز آواز سے نہ بہت آہستہ، بلکہ متوسط آواز میں قراءت کرو۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت مذکورہ کی یہی تفسیر کی ہے۔

میں (قاضی ثناء اللہ پانی پتی) کہتا ہوں: کہ مراد یہ ہے کہ قرآن پڑھو درمیانی آواز میں، نہ بہت آہستہ ہو نہ بہت زیادہ بلند آواز میں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:"وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِکَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا"۔اپنی نماز میں بہت بلند آواز سے قراءت نہ کرو نہ بہت آہستہ، بلکہ دونوں کے بیچ کا راستہ اختیار کرو۔اس کی تائید میں حدیثِ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہے کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نکلے تو آپ نے دیکھا کہ ابو بکر بہت پست آواز میں نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ بلند آواز سے نماز پڑھ رہے ہیں۔جب دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو فرمایا: ابوبکر! میں تمہارے پاس سے گزرا تو دیکھا کہ تم پست آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ! جس سے میں ہم کلام ہوتا ہوں وہ تو سنتا ہے (خواہ آواز بلند نہ ہو) حضور ﷺ نے فرمایا: عمر! میں تمہارے پاس سے گزرا تو تم بلند آواز سے نماز پڑھ رہے تھے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یارسول اللہ میں سوتے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں۔حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابوبکر! تم اپنی آواز تھوڑی اونچی کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے عمر! تم اپنی آواز تھوڑی کم کرو۔امام ابوداود نے اس کی روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسی کی ہم معنی روایت حضرت عبداللہ بن رباح انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل فرمائی ہے۔

آیت مذکورہ کا یہ معنی ہوسکتا ہے کہ قرآن کبھی آہستہ پڑھو، کبھی بلند آواز سے پڑھو، یعنی متوسط آواز سے۔نہ بہت اونچی آواز سے نہ بہت پست آواز سے۔

آیتِ مذکورہ میں ذکر جہری کی ممانعت کا اشارہ بھی نہیں ہے۔امام سیوطی نے اِس آیت سے ذکر جہری کے ممنوع ہونے پر استدلال کرنے والوں کے اعتراض کا جواب "الحاوی للفتاوی" میں دیا ہے۔

امام بغوی نے یہ لکھا ہے: قَوْلُهُ تَعَالَی: وَاذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: یَعْنِی بِالذِّکْرِ: الْقِرَاءَ ةَ فِی الصَّلَاةِ، یُرِیدُ یَقْرَأُ سِرًّا فِی نَفْسِهِ، تَضَرُّعاً وَخِیفَةً، خَوْفًا، ای: تَتَضَرَّعُ إِلَیَّ وَتَخَافُ مِنِّی هَذَا فِی صَلَاةِ السِّرِّ: وَقَوْلُهُ: وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ، اَرَادَ فِی صَلَاةِ الْجَهْرِ لَا تَجْهَرْ جَهْرًا شَدِیدًا بَلْ فِی خَفْضٍ وَّسُکُوْنٍ، تُسْمِعُ مَنْ خَلْفَکَ. [تفسیر البغوی:۲۶۴/۲]

ترجمہ:

آیت "اُذْکُرْ رَبَّکَ فِی نَفْسِکَ" کے معنی کے تعلق سے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا ہے کہ یہاں ذکر سے مراد نماز میں قراءتِ قرآن ہے۔مراد یہ ہے کہ سری نماز میں اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ قراءت کرو۔میری بارگاہ میں گڑگڑاؤ اور مجھ سے ڈرو، اور "دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ" سے مراد یہ ہے کہ جہری نماز میں بہت زیادہ بلند آواز سے قراءت نہ کرو بلکہ اعتدال وسکون والی آواز سے قراءت کرو کہ پیچھے کے لوگ سن سکیں۔

جب یہاں آیت میں ذکر سے مراد نماز میں قراءت قرآن ہے تو اس کو ذکر جہری کی ممانعت کی دلیل کیسے بنایا جاسکتا ہے؟

اعتراض:

صحیح حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت و نا جائز ہے۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ظاہر ہے:

عَنْ اَبِی مُوسَی الاشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَال: کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَکُنَّا إِذَا اَشْرَفْنَا عَلَی وَادٍ، هَلَّلْنَا وَکَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یَا اَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلَی اَنْفُسِکُمْ، فَإِنَّکُمْ لاَ تَدْعُونَ اَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَکُمْ إِنَّهُ سَمِیعٌ قَرِیبٌ، تَبَارَکَ اسْمُهُ وَتَعَالَی جَدُّهُ. [صحیح البخاری: حدیث ۲۹۹۲]

ترجمہ:

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب ہم کسی وادی میں اونچی جگہ پہ چڑھتے تو اونچی آواز سے " لااله الا الله اور الله اکبر " کہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! اپنی جانوں پہ نرمی کرو (اونچی آواز سے تکبیر و تہلیل نہ کہو) کیوں کہ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو۔ وہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ سنتا ہے۔ قریب ہے۔ اس کا نام بابرکت ہے اور اس کی شان بلند ہے۔

جواب:

اس حدیث سے ذکر جہری کے ناجائز و بدعت ہونے کو ثابت کرنا غلط ہے۔ اس حدیث سے اشارۃً بھی ذکر جہری کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث مذکور سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اصحاب اس موقع پر بہت زیادہ بلند آواز سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہہ رہے تھے اور مشقت کے ساتھ بہت تیز آواز نکال رہے تھے، حالاں کہ اتنی تیز آواز سے تکبیر و تہلیل کہنے کا وہ موقع نہیں تھا، لہٰذا حضور علیہ الصلاہ والسلام نے انہیں نصیحت فرمائی کہ تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالتے ہوئے بہت تیز آواز سے تکبیر و تہلیل نہ کہو، بلکہ اپنی جانوں پر نرمی کرو اور اس خیال سے بہت تیز آواز سے اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ نہ کہو کہ بہت تیز آواز سے ذکر کیا جائے گا تو اللہ سنے گا۔ تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو۔ تم اسے پکارتے ہو جو تم سے تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ حدیث پاک کے الفاظ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اگر خود کو مشقت میں ڈالے بغیر یا بغیر اس تصور کہ بلند آواز سے اللہ کا ذکر کیا جائے تو اللہ سنے گا، بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت و حرام نہیں۔

حدیث مذکور کی تشریح کے تحت علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

اِنَّمَا نَهَی النَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَصْحَابَهُ عَنْ رَفْعِ الصَّوْتِ إِخْفَاءً لِاَمْرِهٖ عَنِ الْعَدُوِّ وَلِاَنَّ اَکْثَرَ اَصْحَابِهٖ کَانُوا اَرْبَابَ اَحْوَالٍ فَشَانُهُمُ الْاِعْتِدَالُ بَلِ الْإِخْفَاءُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ قَوِیَّةٍ کَمَا فِی إِزَاءِ الْعَدُوِّ وَاللُّصُوْصِ تَهْیِیْبًا لَّهُمْ وَلَا شَکَّ اَنَّ اَعْدَی الْعَدُوِّ النَّفْسُ وَاَشَدَّ اللُّصُوْصِ الشَّیْطَانُ وَلِذَا اعْتَادَ الصُّوْفِیَّةُ بِجَهْرِ الذِّکْرِ تَهْیِیْبًا لَّهُمَا وَطَرْدًا لِلْوَسْوَسَةِ. [تفسیر روح البیان: ۳۶۷/۵]

ترجمہ:

اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو بلند آواز سے تکبیر و تہلیل کہنے سے اس لیے منع فرمایا تھا کہ اپنے دشمن سے اپنے معاملے (حملہ) کو چھپانا چاہتے تھے اور اس لیے بھی کہ آپ کے اکثر اصحاب، صاحب حال تھے لہٰذا ان کے لیے ذکر خفی بہتر تھا۔ ذکر جہری ضرورت قویہ کے لیے ہے، مثلاً دشمن اور چوروں کے مقابلے میں زور سے اللہ اکبر کہنا تاکہ دشمن کے دل میں خوف پیدا ہو۔ انسان کا سب سے بڑا دشمن اس کا نفس اور سب سے بڑا چور شیطان ہے، لہٰذا صوفیہ کی یہ عادت ہے کہ وہ نفس کے وسوسوں کو دور کرنے اور شیطان کو مرعوب کرنے کے لیے بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں۔

حدیث مذکور کی شرح میں شارح بخاری امام بدرالدین محمود بن احمد عینی رحمہ اللہ م 855ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

وَفِی الْحَدِیثِ: "اَلنَّدْبُ إِلٰی خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ إِذَا لَمْ تَدْعُ حَاجَةٌ إِلٰی رَفْعِهٖ، فَإِنَّهُ إِذَا خَفَضَهُ کَانَ اَبْلَغَ فِی تَوْقِیْرِهٖ وَتَعْظِیْمِهٖ، فَإِنْ دَعَتْ حَاجَةٌ إِلٰی الرَّفْعِ رُفِعَ کَمَا جَائَتْ بِهٖ اَحَادِیْثُ. [شرح ابوداود: ۳۳۸/۵]

ترجمہ:

حدیث سے یہ ظاہر ہے کہ آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے، جب بلند آواز سے ذکر کی ضرورت نہ ہو۔ کیوں کہ پست آواز سے ذکر کرنے میں تعظیم وتوقیر زیادہ ہے۔ اگر اونچی آواز سے ذکر کرنے کی حاجت ہو تو اونچی آواز سے ذکر کیا جائے گا جیسا کہ اس سے متعلق احادیث منقول ہیں

شارح بخاری امام احمد بن محمد قسطلانی م 923ھ نے یہ لکھا ہے:

"ای اُرْفُقُوْا بِھَا لَا تُبَالِغُوْا فِی رَفْعِ اَصْوَاتِکُمْ اَوْلَا تَعْجَلُوْا۔" [ارشاد الساری: ۱۰/۱/۳۷]

حدیث کا معنی یہ ہے کہ تم اپنی جانوں پر نرمی کرو اور بہت بلند آواز سے تکبیر وتہلیل نہ کہو یا معنیٰ یہ ہے کہ چلنے میں جلد بازی نہ کرو۔

شارح صحیح مسلم امام یحیٰ بن شرف نووی م 676ھ نے یہ تحریر فرمایا ہے:

فَفِیہِ النَّدْبُ إِلَی خَفْضِ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ إِذَا لَمْ تَدْعُ حَاجَۃٌ إِلَی رَفْعِہِ فَإِنَّہُ إِذَا خَفَضَہُ کَانَ اَبْلَغَ فِی تَوْقِیرِہِ وَتَعْظِیمِہِ فان دعت حاجۃالی الرَّفْعِ رَفَعَ کَمَا جَاءَتْ بِہِ اَحَادِیثُ. [شرح صحیح مسلم: ۱۷/۲۶]

ترجمہ:

حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہو تو آہستہ ذکر کرنا مستحب ہے۔ کیوں کہ پست آواز سے اللہ کا ذکر کرنے میں تعظیم وتوقیر زیادہ ہے۔ اگر بلند آواز سے ذکر کرنے کی حاجت ہو تو بلند آواز سے ذکر کرے، جیسا کہ اس پر احادیث وارد ہیں۔

شارحین حدیث اور ائمہ دین کی تشریحات سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکور سے مطلقاً ذکر جہری کا ناجائز ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اعتراض:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے: "رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ بِدْعَۃٌ"۔ بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔ [البحر الرائق]

جواب:

معترض نے امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے قول کو اس کے سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کیا ہے، اس لیے امام اعظم کے قول مذکور سے یہ دھوکہ دیا جاتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مطلقاً ذکر جہری بدعت وناجائز ہے۔ یہ بات ہم نے پہلے کہی ہے کہ جن مقامات میں نص شارع سے ذکر بالجہر کا مسنون ہونا ثابت ہے وہاں اخفائے ذکر خلاف سنت وبدعت ہے، مثلاً ایام تشریق میں تکبیر تشریق بلند آواز سے کہنا سنت سے ثابت ہے تو اس کے خلاف آہستہ تکبیر کہنا خلاف سنت وبدعت ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ تین مقامات میں بلند آواز سے ذکر کرنا مکروہ ہے۔

(۱) قراءت قرآن کے وقت۔ (۲) جنازہ کے پیچھے چلتے وقت۔ (۳) نصیحت حاصل کرنے کے مقام پر۔

عیدالاضحیٰ کے دن بلند آواز سے تکبیر کہنا سنت سے ثابت ہے لیکن عیدالفطر کے دن عیدالاضحیٰ کے دن کی طرح بسبب عیدالفطر تکبیر کہنا بدعت ہے، کیوں کہ تکبیر تشریق عیدالاضحیٰ میں مشروع ہے، عیدالفطر میں نہیں، یہی اماا عظم ابوحنیفہ کا قول ہے جس کو معترض نے "البحر الرائق" کے حوالے سے ذکر کرکے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ امام اعظم کے نزدیک ذکر جہری بدعت ہے۔ "البحر الرائق" میں امام اعظم کی جانب منسوب قول مذکور کو "باب مایفعلہ یوم الفطر" (عیدالفطر کے دن کیا کرے؟) کے تحت ذکر کیا گیا ہے، لیکن امام اعظم کے قول مذکور کو معترض نے اُس کے سیاق وسباق سے کاٹ کر یہ تاثر دیا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک مطلقاً ذکر جہری بدعت ہے۔

مسئلہ دائرہ کی تحقیق میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

اَقُولُ: مَا فِی الْخُلَاصَۃِ یُشْعِرُبِہٖ کَلَامُ الْخَانِیَّۃِ فَإِنَّہُ قَالَ وَیُکَبِّرُ یَوْمَ الْاَضْحٰی وَیَجْھَرُ، وَلَا یُکَبِّرُ یَوْمَ الْفِطْرِفِی قَوْلِ اَبِی حَنِیفَۃَ

لٰـكِـنْ لَا شَكَّ اَنَّ الْـمُحَقِّقَ ابْنَ الْهُمَامِ لَهُ عِلْمٌ تَامٌّ بِالْخِلَافِ اَيْضًا، كَيْفَ وَفِى غَايَةِ الْبَيَانِ الْمُرَادُ مِنْ نَفْيِ التَّكْبِيرِ التَّكْبِيرُ بِصِفَةِ الْجَهْرِ وَلَا خِلَافَ فِى جَوَازِهِ بِصِفَةِ الْإِخْفَاءِ اهـ.

فَـاَفَـادَ اَنَّ الْـخِلَافَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَصَاحِبَيْهِ فِى الْجَهْرِ وَالْإِخْفَاءِ لَا فِى اَصْلِ التَّكْبِيرِ وَقَدْ حَكَى الْخِلَافَ كَذٰلِكَ فِى الْبَدَائِعِ وَالسِّرَاجِ وَالْـمَـجْـمَـعِ وَدُرَرِ الْبِـحَـارِ وَالْـمُـلْـتَـقَى وَالدُّرَرِ وَالاخْتِيَارِ وَالْمَوَاهِبِ وَالْإِمْدَادِ وَالْإِيضَاحِ والتتارخانية وَالتَّجْنِيسِ وَالتَّبْيِيـنِ وَمُخْتَارَاتِ النَّوَازِلِ وَالْكِفَايَةِ وَالْمِعْرَاجِ .وَعَـزَاهُ فِـى النِّهَايَةِ إِلَى الْمَبْسُوطِ وَتُحْفَةِ الْفُقَهَاءِ وَزَادِالْفُقَهَاءِ فَهٰذِهِ مَشَاهِيرُ كُتُـبِ الْـمَذْهَبِ مُصَرِّحَةٌ بِخِلَافِ مَا فِى الْخُلَاصَةِ بَلْ حَكَى الْقُهُسْتَانِيُّ عَنْ الْإِمَامِ رِوَايَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا اَنَّهُ يُسِرُّ، وَالثَّانِيَةُ اَنَّهُ يَجْهَرُ كَقَوْلِهِمَا قَالَ:وَهِىَ الصَّحِيحُ عَلَى مَا قَالَ الرَّازِىّ وَمِثْلُهُ فِى النَّهْرِ .

وَقَـالَ فِى الْحِلْيَةِ:وَاخْتُلِفَ فِى عِيدِ الْفِطْرِ؛فَعَنْ اَبِى حَنِيفَةَ وَهُوَ قَوْلُ صَاحِبَيْهِ وَاخْتِيَارُ الطَّحَاوِىِّ اَنَّهُ يَجْهَرُ، وَعَنْهُ اَنَّهُ يُسِرُّ، وَاَغْرَبَ صَاحِبُ النِّصَابِ حَيْثُ قَالَ يُكَبِّرُ فِى الْعِيدَيْنِ سِرًّا كَمَا اَغْرَبَ مَنْ عَزَا إِلَى اَبِى حَنِيفَةَ اَنَّهُ لَا يُكَبِّرُ فِى الْفِطْرِ اَصْلًا وَزَعَمَ اَنَّهُ الْاَصَحُّ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْخُلَاصَةِ.اهـ .فَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ مَا فِى الْخُلَاصَةِ غَرِيبٌ مُخَالِفٌ لِلْمَشْهُورِ فِى الْمَذْهَبِ فَافْهَمْ، وَفِى شَرْحِ الْـمُـنْيَةِ الصَّغِيرِ وَيَوْمُ الْفِطْرِ لَا يَجْهَرُ بِهِ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُمَا يَجْهَرُ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْهُ، وَالْخِلَافُ فِى الْاَفْضَلِيَّةِ اَمَّا الْكَرَاهَةُ فَمُنْتَفِيَةٌ عَنْ الـطَّـرَفَـيْـنِ اهـ وَكَذَا فِى الْكَبِيرِ وَاَمَّا قَوْلُ الْفَتْحِ إِذْ لَا يُمْنَعُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالَى إلَخْ فَهُوَ مَنْقُولٌ فِى الْبَدَائِعِ وَغَيْرِهَا عَنْ الْإِمَامِ فِى بَحْثِ تَكْبِيرِ التَّشْرِيقِ.

ترجمہ:

میں (ابن عابدین شامی) کہتا ہوں کہ جو کچھ کتاب ’’الخلاصہ‘‘ میں ہے وہ ’’خانیہ‘‘ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ اضحیٰ کے دن بلند آواز سے تکبیر کہے اور عید الفطر کے دن بقولِ امام ابوحنیفہ تکبیر نہ کہے۔لیکن اس شک میں نہیں کہ محقق ابن الہمام کو اختلاف کا بھی علم تام حاصل تھا۔مطلق تکبیر کی نفی کیسے ہوسکتی ہے؟ جب کہ ’’غایۃ البیان‘‘ میں یہ ہے کہ مراد بلند آواز سے تکبیر نہ کہنا ہے۔آہستہ ذکر کرنے کے جواز میں کوئی اختلاف (امام اعظم اور صاحبین کے درمیان) نہیں ہے۔اس سے یہ پتہ چلا کہ امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے درمیان جہر واخفا میں اختلاف ہے،اصل تکبیر میں نہیں۔اسی طرح کا اختلاف منقول ہے ’’بدائع، السراج، مجمع، درر البحار، ملتقی، الدرر، الاختیار، مواہب، الامداد، الایضاح، تاتارخانیہ، التجنیس، التبیین، مختارت النوازل، الکفایہ اور المعراج‘‘ میں، اور اس کو ’’النہایہ‘‘ میں ’’المبسوط، تحفۃ الفقہاء‘‘ اور ’’زاد الفقہاء‘‘ کی جانب منسوب کیا ہے۔مذہب حنفی کی ان تمام کتب مشہورہ میں ’’الخلاصہ‘‘ کی بات کے خلاف صراحت موجود ہے۔بلکہ قہستانی نے اس مسئلہ میں امام سے دو روایتیں نقل کی ہیں۔ایک روایت کے مطابق آہستہ تکبیر کہنا ہے اور دوسری روایت کے مطابق بلند آواز سے تکبیر کہنا ہے جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں۔پھر قہستانی نے کہا کہ یہی صحیح ہے، رازی نے ایسا ہی کہا ہے اور ایسا ہی ’’النہر‘‘ میں بھی ہے۔’’حلیہ‘‘ میں ہے کہ عید الفطر کے تعلق سے اختلاف ہے۔امام ابوحنیفہ سے ایک روایت ہے اور وہ صاحبین کا بھی قول ہے کہ بلند آواز سے تکبیر کہے۔یہی امام طحاوی کا قول مختار ہے۔ان سے ایک روایت ہے کہ آہستہ تکبیر کہے۔صاحب نصاب نے ایک منفرد قول کیا ہے کہ عیدین میں آہستہ تکبیر کہے۔اسی طرح اس نے بھی یہ منفرد قول کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ عید الفطر میں اصلا تکبیر نہ کہے، اور یہ گمان کیا کہ یہی زیادہ صحیح ہے جیسا کہ ’’خلاصہ‘‘ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ثابت ہوا کہ جو خلاصہ میں ہے (کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک فطر کے دن مطلقا تکبیر نہ کہے) مذہب کے قول مشہور کے خلاف ہے۔’’شرح المنیۃ الصغیر‘‘ میں ہے کہ فطر کے دن بلند آواز سے تکبیر نہ کہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک۔امام ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک بلند آواز سے تکبیر کہے اور امام ابوحنیفہ سے ایک روایت یہ بھی ہے۔اختلاف افضلیت میں ہے کراہت (مکروہ تحریمی) تینوں حضرات میں سے کسی کے نزدیک نہیں۔اسی طرح ’’الکبیر‘‘ میں ہے۔لیکن صاحب فتح کا قول کہ اللہ کے ذکر سے منع نہیں کیا جائے گا۔۔ یہ ’’بدائع‘‘ وغیرہ میں امام سے منقول ہے، تکبیر تشریق کی بحث میں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امام اعظم کا قول ''رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ بِدْعَةٌ''کا تعلق عید الفطر کے دن تکبیر کہنے سے ہے (عید الاضحیٰ کے دن کی طرح عید الفطر کے دن تکبیر کہنے کو واجب سمجھ کر تکبیر کہنا بدعت ہے)،اس قول کا تعلق اس ذکر جہری سے نہیں جس کے بارے میں ہم بحث کر رہے ہیں۔لہٰذا امام اعظم کے قول مذکور کو ذکر جہری کے ناجائز ہونے کی دلیل بنانا درست نہیں۔

فقہائے احناف نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ ذکر جہری جائز ہے اور بعض مواقع پر مستحب بھی ہے۔خاتم الفقہاء ابن عابدین شامی نے ذکر جہری کو جائز کہتے ہوئے امام شعرانی کا یہ قول نقل فرمایا ہے:

''اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَخَلَفًا عَلَى اسْتِحْبَابِ ذِكْرِ الْجَمَاعَةِ فِى الْمَسَاجِدِ وَغَيْرِهَا إِلَّا اَنْ يُشَوِّشَ جَهْرُهُمْ عَلَى نَائِمٍ اَوْ مُصَلٍّ اَوْ قَارِءٍ .'' [ردالمحتار:۶۶۰/۱ مطلب فی رفع الصوت بالذکر]

ترجمہ:

علمائے سلف وخلف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مساجد وغیرہ میں بلند آواز سے اجتماعی طور پر ذکر کرنا مستحب ہے، جب کہ ذکر کی آواز سے سوتے ہوئے کو یا مصلی کو یا قرآن پڑھنے والے کو تکلیف نہ ہو۔

حاصل کلام یہ ہے کہ معترض کا امام اعظم کے حوالے سے یا فقہائے احناف کے حوالے سے ذکر جہری کو بدعت ثابت کرنا غلط ہے۔۔۔۔

الحمدللہ ذکر جہری کی تحقیق سے متعلق یہ مختصر تحریر 11 جمادی الاولی 1441ھ مطابق 7 جنوری 2020 بروز منگل مکمل ہوئی۔اگر تفصیل میں جائیں تو ان شاء المولیٰ تعالی ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔فللہ الحمد والمنة فی کل حال.